# اہم منطقی مغالطے

حافظ محمد شارق

Science of Logic

# اہم منطقی

# مغالطے

حافظ محمد شارق

THIS PAGE INTENTIONALLY LEFT BLANK

# فہرست

**تعارف** ........................................ 5

**مغالطے** ........................................ 7

مغالطہ پڑھنے کی اہمیت ........................................ 7
مغالطہ اور Paradox میں فرق ........................................ 7
دعویٰ اور دلیل میں فرق ........................................ 8

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق *(Ignorito Elanchi: Fallacies of Irrelevance)* ........................................ 8
1۔ دلیل لاعلمی *(Argument from Ignorance)* ........................................ 8
2۔ توسل بالمرجعیۃ/دلیلِ احترام *(Ad verecundiam: Appeal to authority)* ........................................ 9
3۔ دلیل شخصیت *(Ad Hominem)* ........................................ 10
4۔ دلیل جذبات *(Argumentum ad Populum: The Appeal to Emotion)* ........................................ 12
5۔ تضحیکِ دلیل *(Ad ridiculum: Appeal to ridicule)* ........................................ 13
6۔ دلیل رحم *(Ad Misericordiam: The Appeal to Pity)* ........................................ 13
7۔ موضوع بدلنا *(Red Herring)* ........................................ 14
8۔ انکارِ مقدمات *(Denying the Antecedent)* ........................................ 15
9۔ مغالطہ تالی *(Non Sequitur)* ........................................ 15
10۔ نتیجہ غیر متعلق کی دو مزید صورتیں ........................................ 16

مفروضوں کے مغالطے *(Fallacies of Presumption)* ........................................ 16
1۔ مغالطہ علت *(False cause/Effect)* ........................................ 16
2۔ مرکب سوالات *(Complex Question)* ........................................ 17
3۔ مغالطہ شئے دیگر *(Accident Fallacy: Sweeping Generalization)* ........................................ 17
5۔ مغالطہ دوری *(Circular Reasoning)* ........................................ 18

6۔ مغالطہ انحصار مقدمہ بر نتیجہ (Petitio Principi: Begging the Question) ........ 19
7۔ مغالطہ رِجل قش (Straw Man Fallacy) ........ 19
8۔ تکرارِ مقدمہ (Ad Nauseam) ........ 19
دیگر اہم مغالطے ........ 20
1۔ ذو معنی (Equivocation) ........ 20
2۔ تناقض (Self Defeating Claims) ........ 20
2. Category Error ........ 21
3۔ غلط نمائندگی کا مغالطہ (Biased/Unrepresetative Sample) ........ 21
4۔ اصرار بَر اِتفاق (Slothful Induction/Appeal to Coincidence) ........ 22
5۔ مغالطہ ترکیب و تجزیہ (Fallacy of Composition and Division) ........ 22
6۔ Perfectionist fallacy ........ 23

# تعارف

منطق ایک قدیم فن ہے جس کا مقصد انسان کو اُن قوانین سے آگاہ کرنا ہے جن کی مدد سے وہ غور و فکر میں غلطی سے محفوظ رہے۔ مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم ان قوانین سے آگاہ نہ ہونے یا آگاہ ہونے کے باوجود غلطی شکار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ ایسا غلط استدلال ہوتا ہے جو بظاہر صحیح نظر آرہا ہو۔ اسی غلط استدلال کو مغالطہ کہتے ہیں۔

مغالطے کا شکار ہمارا ذہن خود بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی اور شخص ہمیں اس میں مبتلاء کر رہا ہو۔ چونکہ کسی بھی استدلال(Argument) کو پیش کرنے کا اصل مقصد کسی نتیجے (یا مقدمے) کو صحیح ثابت کرنا ہی ہوتا ہے اس لیے مغالطے کی وجہ سے ہم غلط نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ اس کی عام مثال ہمارے سامنے میڈیا، سیاست اور مذہب کا میدان ہے جس میں عوام کو مختلف قسم کے مغالطوں میں مبتلاء کر دیا جاتا ہے۔ ایک مقرر اپنی تقریر میں مخالف کے رد اور اپنی بات ثابت کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے ایسے غلط استدلال پیش کرتا جس کا احساس عوام کو بالکل نہیں ہوتا، بلکہ ان کا احساس یہ ہوتا ہے انھوں نے دلائل ونظائر کے طومار باندھ کر مخالف کو چیت کر دیا ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ ایک مشہور واقعہ ملاحظہ کیجیے۔

سر سید احمد کے بیٹے محمود احمد جو ہندوستان کے مشہور وکیل تھے، ان کے بارے میں ایک واقعہ کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ یادداشت کے معاملے میں تھوڑے بھلکڑ واقع ہوئے تھے،، ایک مقدمے میں پیش ہوئے اور یاد نہ رہا کہ وہ استغاثہ کے وکیل ہیں یا دفاع کے،، انہوں نے چھوٹتے ہی وکیل صفائی کی حیثیت سے دلائل دینے شروع کر دیئے اور ملزم کی صفائی میں دلائل کے اس طرح ڈھیر لگا دیے کہ استغاثہ سمیت جنہوں نے انہیں اپنے لئے فیس دی تھی خود جج بھی پریشان ہو گیا،، استغاثہ والوں نے انہیں ایک چِٹ پکڑائی کہ حضور آپ استغاثہ کے وکیل ہیں،، وکیلِ صفائی نہیں!!! سید محمود احمد نے بہت اطمینان سے چِٹ پر نگاہ دوڑائی اور بات میں ذرا بھی وقفہ دیے بغیر اسی جوش وخروش سے فرمایا۔ می لارڈ،، یہ وہ سارے دلائل تھے جو وکیلِ صفائی زیادہ سے زیادہ اس کیس کے حق مین دے سکتا تھا،، مگر جنابِ عالی ان دلائل میں کوئی جان نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد جو سید محمود نے استغاثہ کے حق میں دلائل دیے تو اپنے ہی دیے ہوئے دلائل کے اس طرح پرخچے اڑا کر رکھ دیے کہ جج سمیت وکلاء بھی عش عش کر اٹھے اور سید صاحب مقدمہ جیت گئے۔

اس واقعے کو بیان کرنے کا مقصد یہ بتانا تھا کہ ایک ہی بات قوت بیان سے صحیح اور غلط ثابت کرنا اہل زبان کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ہماری لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے لوگ بالخصوص علم و دانش کے بعض نام نہاد علم بردار ہمیں کئی مغالطوں کا

شکار کرتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف ہم ایک غلط نظریے کو درست سمجھ لیتے ہیں بلکہ مخالفین کے لایعنی اعتراضات کو مضبوط اعتراض سمجھ کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

ان مغالطوں سے بچنے کا واحد حل یہ ہے کہ ہم صحیح فکر کے اصولوں سے واقف ہوں، مگر اس مصروف زندگی میں یہ ہر ایک کے بس میں نہیں ہے کہ وہ قدیم جدید منطق کا مطالعہ کرے اور ایک فن کے طور پر ہر ایک مقدمے کو جانچ کر اس کا تجزیہ کر سکے۔ چنانچہ اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے ہم مغالطوں (Fallacies) سے متعلق یہ مختصر سا کورس ڈیزائن کیا ہے جس میں انتہائی آسان اسلوب میں یہ بتایا گیا ہے کہ غلط استدلال کیا ہوتا اور ہم انھیں کیسے پہچان سکتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم نے قدیم و جدید منطق میں بتائے گئے مغالطوں میں سے بعض اہم مغالطوں کا انتخاب کیا ہے۔ زبان و بیان سے متعلق مغالطے مثلاً شعر و شاعری، ابہام وغیرہ چونکہ فکری نوعیت کے مغالطے نہیں ہیں اس لیے ہم نے انھیں نظر انداز کر دیا ہے اور صرف انھی مغالطوں کا انتخاب کیا ہے جس کا تعلق خاص طور پر علمی معاملات اور نظریات سے ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ ہم نے مغالطے کی جو اقسام بیان کی ہیں ان کے نام اور ان کی اقسام بھی آپ کو یاد ہوں، بلکہ ضروری یہ ہے کہ آپ یہ پہچان سکیں کہ اس استدلال کیا غلطی پیش کی گئی ہے۔ اس لیے اصطلاحات یاد کرنے کے بجائے مغالطوں کو پہچاننے پر زیادہ توجہ دیجیے۔

کتاب کی تیاری میں دو کتب Irving M.Copi اور Carl Cohen کی کتاب Introduction to Logic کے گیارہویں ایڈیشن اور Bo.Bennett کی مشہور کتاب Logical Fallacious سے خاص طور پر مدد لی گئی ہے جس کے لیے ہم ان کے مصنفین کے شکر گزار ہیں۔ امید ہے کہ قارئین اس مختصر سے کورس سے استفادہ کرنے کے بعد غلط استدلال کو باسانی پہچان کر کسی بھی شخص کی طرف سے فکری کج روی کے دھوکے سے محفوظ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

حافظ محمد شارق

26/05/2015

# مغالطے

# (FALLACIES)

بعض دفعہ ایک استدلال دیکھنے میں صحیح معلوم دیتا ہے لیکن اصل میں صحیح نہیں ہوتا۔ اس میں علم منطق کے کسی اصول کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے جو ہمیں سرسری نظر سے دکھائی نہیں دیتی اور غور سے ہی دیکھنے پر نظر آتی ہے، ایسے غلط استدلال کو مغالطہ کہتے ہیں۔

## مغالطہ پڑھنے کی اہمیت

مغالطوں کے پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح ہم ان سے بچ سکتے ہیں۔ مغالطوں سے بذریعہ تقابل ہمیں صحیح استدلال کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی شخص کے سامنے ایک ایسی دلیل پیش کریں جو اُسے غلط معلوم دیتی ہو اور اُسے دکھلائیں کہ غلطی کہاں ہے تو اُسے واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ صحیح استدلال کے لیے کیا شرائط ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات ہم لوگوں کی ایسی بات مان لیتے ہیں جو حقیقت میں مغالطہ ہوتی ہیں مگر ہم انہیں پہچان نہیں پاتے۔ ہمیں ایک دلیل غلط معلوم ہو رہی ہوتی ہے لیکن ہم یہ نہیں دکھلا سکتے کہ اُس میں غلطی کیا ہے، کسی دلیل کے متعلق محض یہ معلوم ہونا کہ وہ غلط ہے کافی نہیں، ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیوں اور کہاں غلط ہے۔ ہم ہمیشہ غلطی کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ وہ کس طرح پیدا ہوئی۔ اگر ایسا نہ ہو یعنی اگر ہم محض یہی دیکھ سکیں کہ ایک دلیل غلط ہے اور یہ نہ دیکھ سکیں کہ وہ کیوں غلط ہے اور کیسے غلط ہے تو ہم غلطی کو دور نہیں کر سکتے، اگرچہ مغالطوں کی مختلف قسموں اور ان کے اصطلاحی ناموں سے واقفیت حاصل کر لینا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہم کبھی کسی مغالطہ میں مبتلا نہیں ہوں گے لیکن پھر بھی اس کا اتنا فائدہ ضرور ہے کہ ہم مغالطہ کو فورا پہچان سکیں گے اور اس طرح اس بچ سکیں گے۔

### مغالطہ اور Paradox میں فرق

ہم نے پڑھا کہ مغالطہ ایسا استدلال ہوتا ہے جو بظاہر صحیح ہو مگر حقیقت میں غلط ہو۔ اس کے برعکس Paradox ایسا استدلال ہوتا ہے

جو بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے کہ مگر حقیقت میں درست ہوتا ہے۔

## دعویٰ اور دلیل میں فرق

ایک بہت بڑی غلطی بالعموم ہم سے یہ واقع ہوتی ہے کہ ہم دعویٰ کو ہی دلیل سمجھ لیتے ہیں اور پھر اس کا رد کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے لیے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی دراصل ایک قسم کا مغالطہ ہے جس میں دعوے کو ہی دلیل کے طور پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ اس کی ایک مشہور مثال عقیدہ تناسخ بھی ہے۔ اس عقیدے کے قائلین کا کہنا ہے کہ اس دنیا میں تفرقہ، اختلاف اور امتیاز موجود ہے۔ کوئی شخص معذور پیدا ہوتا ہے تو کوئی صحت مند۔ کوئی امیر تو کوئی غریب، کوئی خوش ہے تو کوئی مغموم۔ یہ سارا اختلاف انسان کے گزشتہ اعمال کی ہی بدولت ہے اور یہ اختلاف تناسخ کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اس دلیل کو غور سے دیکھیں تو اس کا مقدمہ تناسخ کا ثابت کرنا ہے کہ ”انسان کی پیدائشی حالت اور اس کے حالات اپنے اعمال کے مطابق ہوتے ہے۔“ انھوں نے یہاں اسی مقدمے کو بطور دلیل کر دیا ہے۔ اختلاف اعمال کا نتیجہ ہے، یہ ایک دعویٰ ہے جو خود محتاجِ دلیل ہے، محض کہہ دینے سے کوئی دعویٰ ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی دلیل نہ دی جائے۔

## مغالطہ نتیجہ غیر متعلق (Ignorito Elanchi: Fallacies of Irrelevance)

جب مقدمہ کے قضایا اور دلائل (Argument) نتیجے سے ہی غیر متعلق ہوں تو اسے مغاطہ غیر متعلق (Fallacies of Relevance) کہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ مقدمہ میں بیان کردہ قضایا اور دلائل نتیجے سے بالکل ہی غیر متعلق ہوتے ہیں، بلکہ جواب میں بیان کردہ قضیے سے اس کا تعلق کسی نہ کسی طرح جوڑا جا رہا ہوتا ہے تاکہ مخالف کو چپ کرایا جاسکے یا پھر موضوع ہی بدل دیا جائے۔ بسا اوقات اس میں قضایا سے ایسا نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے جس کا اس سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ تمہیں بخار ہے اور سردی لگ رہی ہے، چلو فلم دیکھنے چلتے ہیں۔“ اس مغالطے کی کئی اقسام ہیں۔ جن میں چند اہم یہ ہیں۔

### 1۔ دلیل لاعلمی (Argument from Ignorance)

- X غلط ثابت نہیں ہوا، اس لیے X درست ہے۔

یا

- X غلط ہے کیونکہ اسے سچ ثابت نہیں کیا جا سکا ہے۔

"Absence of evidence does not mean evidence of absence"

ثبوت کی غیر موجودگی کا مطلب غیر موجودگی کا ثبوت نہیں ہے۔

یہ بھی بہت ہی معروف مغالطہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی بات کا غلط ہونا یا اس کے برعکس کا درست ہونا ثابت نہیں ہوا اس لیے اس بات کی سچائی پر ایمان لے آیا جائے۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اپنے کسی دعوے کو درست ثابت کرنے کے بجائے اپنے حریف سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر میں غلط ہوں تو تم میرے دعوے کو غلط ثابت کر دو۔ اگر ان کا حریف ان کے دعوی کو غلط ثابت نہ کر سکے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا دعویٰ درست ثابت ہو گیا۔ حالانکہ ان کا استدلال غلط ہوتا ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ کسی بات کے اثبات کے حق میں کافی و شافی دلائل نہیں ہوتے مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ بات درست ثابت ہو گئی ہے۔ اسی طرح کوئی کہے کہ

”دوسرے سیارے پر مخلوق موجود ہیں کیونکہ ان کے معدوم ہونے کا ثابت نہیں کیا گیا۔“

”چونکہ خدا کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے، اس لیے خدا موجود نہیں۔“

منطقی اعتبار سے ایسی صورتحال کا اصل حل اس بات کے اعتراف میں ہوتا ہے کہ اس نظریہ کے اثبات یا تردید میں کافی شواہد موجود نہیں البتہ اس کا امکان موجود ہے۔ نیز یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی بات کا ثبوت نہ ہونے کا محمول کون ہے؟ اگر آپ میدانِ طب (Medical Science) کے کسی مسئلے ثبوت طبعیات (Physics) سے چاہیں گے تو یہ خود مغالطہ ہو گا۔

## 2۔ توسل بالمرجعیۃ / دلیلِ احترام (Ad verecundiam: Appeal to authority)

- شخص A کا دعویٰ X ہے۔
- لہٰذا X درست ہے۔

توسل بالمرجعیۃ یا دلیلِ احترام ایسا مغالطہ ہوتا ہے جس میں معقول دلیل پیش کرنے کے بجائے اپنے مقدمے کے اثبات کے لیے کسی شخص، گروہ کو کتاب کو بطور اسناد پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس استدلال اور رویے کے رد میں یہ آیت وارد ہوئی ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

> اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس (کتاب) کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کی، تو وہ کہتے ہیں: نہیں ہم تو اسی طریقے پر چلیں گے جس پہ ہم نے اپنے آباءواجداد کو پایا ہے، اگر ان کے آباءواجداد نے نہ عقل سے کام لیا ہو اور نہ وہ ہدایت یافتہ (صحیح راہ پر) ہوں۔
>
> (سورۃ البقرۃ۔ آیت 170)

اس مغالطے کی ایک اور مثال یہ استدلال دیکھیں:

> ”کائنات کا کوئی بھی خالق نہیں ہے۔ اتنے بڑے بڑے سائنس دان حتیٰ کہ دنیا کا ذہین ترین انسان رچرڈ ڈاکنس بھی یہی مانتا ہے کہ خدا کا کوئی وجود نہیں ہے اور کائنات از خود بنی ہے تو ہم کیوں خدا کو مانیں؟“

واضح رہے کہ اگر کوئی کسی کی استنادی حیثیت حرفِ آخر کے طور پر فریقین کے نزدیک مسلم ہو تو اس سے مراجعت مغالطہ نہیں ہوتا۔ لیکن کسی غیر متعلق شخص کو بطور سند پیش کیا جائے، مثلاً علم طب میں کسی ماہر قانون کی رائے پیش کی جائے تو یہ مغالطہ False Authority ہو گا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں تو اس مغالطے کو Anonymous Authority کہتے ہیں۔

## 3۔ دلیل شخصیت *(Ad Hominem)*

دلیلِ شخصیت نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے جس میں بندہ کسی شخص کے دلائل کو علمی انداز میں رد کرنے کے بجائے اس کی ذاتیات پر حملہ شروع کر دیتا ہے اور یہ تاثر دیتا ہے کہ اس شخص کے دلائل اس لیے قابل قبول نہیں کیوں کہ اس شخص میں کوئی ذاتی خامی ہے۔ مثلاً یہ دیکھیں:

> علی: ورزش کرنا اچھی صحت اور چستی کے لیے ضروری ہے۔
>
> ظہیر: تمہارے لیے ہی ضروری ہے کیونکہ تم بہت ہی کاہل انسان ہو۔

یہاں کہ کس طرح ظہیر نے علی کو جواب دیا ہے۔ بالفرض اگر ظہیر کی بات درست ہو کہ علی واقعی سست یا کاہل انسان ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ورزش صحت کے لیے ضروری نہیں یا صرف کاہل لوگوں کے لیے ہی ضروری ہے؟ اصل میں ظہیر کی بات علی کے مقدمے سے بالکل غیر متعلق ہے۔ ورزش کا صحت کے لیے ضروری ہونے کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ ظہیر صحت مند ہے یا نہیں۔

دلیلِ شخصی کو دو بنیادی قسمیں ہیں۔

**A۔ ذاتیات پر حملہ (Abusive)**

- شخص A کا دعویٰ X ہے۔
- شخص A کا کردار میں فلاں بات ہے۔
- اس لیے دعویٰ X درست نہیں۔

مثال کے طور پر:

> "وہ شخص فاسق و گناہ گار ہے۔ اس کا کردار صحیح نہیں ہے اس لیے وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بھی درست نہیں۔"
>
> "کیا اسلام امن پسند دین ہے؟ مسلمانوں کی انتہاء پسندی دیکھ کر اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔"

غور کیجیے، ان دونوں مقدمات میں کوئی دلیل نہیں بلکہ شخصیت اور کردار کو مطعون کیا گیا ہے اور اسی کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔ اسلام امن پسند دین ہے یہ بات مسلمانوں کے رویے سے نہیں بلکہ اس کی تعلیمات کے ماخذ کے مطالعے سے معلوم ہو گا۔ اسی طرح کسی شخص کا کردار صحیح نہ ہو تو یہ لازم نہیں کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بھی غلط ہے۔

یہ مغالطہ عام طور پر مذہبی مباحثوں میں بہت زیادہ دیکھنے میں آتا ہے۔ ہمیں کوئی شخص دلیل کی بنیاد پر کوئی بات سمجھا رہا ہو اور ہم موضوع کو چھوڑ کر اس کی ذات اور شخصیت پر بحث کرنے لگیں۔ یعنی دلیل سے رد کے بجائے اپنی بات کو درست ثابت کرنے کے لیے مدمقابل کی ذات، اس کی خصوصیات، اس کے حالات وغیرہ کی بنیاد پر اسے غلط ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ ممکن ہے اس میں وہ برائی موجود ہو اور ممکن ہے موجود نہ ہو، لیکن اس کا تعلق زیرِ بحث حقیقت سے نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ جب انھوں نے اپنی قوم کو دینِ حق کی دعوت دی تو بجائے اس کے کہ وہ اس دعوت پر غور و فکر کرتے انھوں نے آپ علیہ السلام کو مطعون کرنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی دعوت پر مختلف قسم کے دلائل پیش بھی کیے مگر انھوں نے اس دعوت کو اسی بے بنیاد بات پر نہیں مانا کہ آپ تو ہمارے جیسے انسان ہیں۔

**B۔ واقعاتی مغالطہ (Circumstantial)**

- شخص A کا دعویٰ X ہے۔
- دعویٰ X میں شخص A کا مفاد ہے۔
- لہٰذا دعویٰ X درست نہیں۔

یہ بھی دلیلِ شخصیت کی ہی ایک قسم ہے۔ جس میں کسی فرد کے مقدمے کو محض اس ”دلیل“ کی بنیاد پر رد کر دیا جاتا ہے کہ اس میں اسی شخص کا مفاد پنہاں ہے یا وہ اسی خاص گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس مغالطے میں دراصل مخالف پر تعصب کا الزام لگایا جاتا ہے اور اسی الزام کی بنیاد پر اس کا مقدمہ رد کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال دیکھیں۔

> ”ظہیر کا مطالبہ ہے کہ چینی کے کارخانوں کو کچھ عرصہ ٹیکس سے استثناء دینا چاہیے۔ مگر اس کا یہ مطالبہ اس وجہ سے ہے کہ وہ خود ایک کارخانے کا مالک ہے۔ لہٰذا چینی کے کارخانوں کو ٹیکس سے استثناء نہیں دینا چاہیے۔“

## 4۔ دلیلِ جذبات (Argumentum ad Populum: The Appeal to Emotion)

- دعویٰ X درست ہے۔
- شخص A یا پورا گروہ B کے مطابق بھی X درست ہے۔
- (جذباتی بیان: مثلاً کیا یہ سب احمق ہیں؟)

دلیلِ جذبات سے مراد یہ ہے کہ اپنی بات منوانے کے لیے مخاطب کو کوئی علمی و فکری دلیل کو چھوڑ کر ایسی بات کی جائے جو عقل کے بجائے اس کے جذبات سے اپیل کرے۔ بالفاظِ دیگر یہ مغالطہ انسان کی نفسیات کو استعمال کرتا ہے۔ مثلاً ایک بچے کا اپنے باپ یہ کہنا کہ اس کے سبھی دوستوں کے پاس سائیکل ہے اس لیے اسے بھی سائیکل دلائی جائے۔

اس مغالطے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

**Bandwagon Approach:** یہ مغالطہ بھی اکثر بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے یعنی چوں کہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے اس لیے یہی صحیح ہے۔ حالانکہ کسی بھی نظریے کا صحیح و غلط ہونا اس بات پر منحصر نہیں اکثریت اسے قبول کرے۔ بلکہ خود نظریہ دلائل کا محتاج ہوتا ہے۔ کسی قول کو صرف اس لیے نہیں قبول کیا جا سکتا کیون کہ وہ اکثریت کی رائے ہے اور نہ ہی کسی نظریہ کو محض اس لیے رد کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی قلیل گروہ کی رائے ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ ”بدھ مت صرف روشن خیال لوگوں کے لیے ہی قابل قبول

ہے۔ آپ دیکھیں کہ موجودہ دور میں بدھ مت مذہب مغربی ممالک میں تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ ”تیزی سے فروغ پانا اس بات کی دلیل نہیں کہ روشن خیال لوگوں کے لیے بدھ مت مذہب بہترین ہے۔“

**Snob Approach:** اول الذکر قسم سے اس میں فرق بس اتنا ہے کہ اس میں لوگوں کی تعداد نہیں بلکہ ان کے بااثر ہونے کو دلیل بنایا جاتا ہے۔ مثلاً اداکار، ماڈل، ہیرو، سیاست دان اور بااثر لوگ (Elite Class) یہ کام کر رہے ہیں یا اس نظریے کو مانتے ہیں اس لیے ہمیں بھی ماننا چاہیے۔

دلیل جذبات کے مغالطے کی ان دونوں کا استعمال اشتہارات میں بھی بالعموم کیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں بااثر شخص یا اتنی تعداد کے لوگ اس برانڈ کو استعمال کرتے ہیں یا یہ برانڈ بیسٹ سیلنگ (Best Selling) ہے اس لیے آپ کو اسی برانڈ کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اسی طرح مذہبی معاملات میں بھی لوگوں کو اس مغالطے کا شکار کیا جاتا ہے کہ اتنی تعداد میں یا اتنے بڑے علماء اس عقیدے کے قائل ہیں تو یہ کیسے غلط ہو سکتا ہے۔

**Appealing to Emotion:** ہمارے ہاں عام طور پر بعض مذہبی محفلوں میں دلیل کے من گھڑت قصص و واقعات بھی اسی غرض سے بیان کیے جاتے ہیں کہ ان سے مخاطبین کے جذبات کو مشتعل کیا جاسکے۔

## 5۔ تضحیکِ دلیل (Ad ridiculum: Appeal to ridicule)

تضحیک دلیل ایسا مغالطہ ہے جس میں مخالف کے دلیل کا مقدمے کا دلیل سے رد کرنے کے بجائے اس مقدمہ یا دلیل کا مذاق اڑایا جائے اور اسے مضحکہ خیز قرار دیا جائے۔ مثلاً ڈارون کے نظریہ ارتقاء کارد کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ:

> ”آخر کوئی عقل مند انسان ڈارون کا نظریہ کیسے مان سکتا ہے! بتاؤ، کیا تم یہ مان سکتے ہو کہ تم بندروں کی اولاد ہو؟“

## 6۔ دلیلِ رحم (Ad Misericordiam: The Appeal to Pity)

- شخص A پر X کا الزام لگایا گیا ہے۔
- شخص A قابل رحم ہے۔
- اس لیے شخص A بے گناہ ہے۔

دلیل رحم میں کسی شخص کو دلیل کے ذریعے بے گناہ ثابت کرنے کے بجائے اسے قابل رحم بتایا جاتا ہے تاکہ وہ مجرم نہ ٹھہرے۔ مثلاً ایک طالب علم جس پر کمرہ امتحان میں نقل کرنے کا شبہ ہو نگران سے یہ کہے کہ اگر اُس کو کمرہ امتحان سے نکال دیا گیا تو اُس کی زندگی تباہ ہو جائے گی تو یہ دلیل رحم ہو گی۔

جب سقراط پر مقدمہ چلایا گیا تھا تو سقراط سے یہ کہا گیا تھا کہ اگر اُس کی بیوی، بچے عدالت میں حاضر ہو کر ججوں کے سامنے گریہ وزاری اور رحم کی درخواست کریں تو اُسے رہا کر دیا جائیگا، لیکن سقراط نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اُس نے یہ کہا کہ دلیل رحم کی بجائے مجھے یہ دلیل دینی چاہیے کہ میں بے گناہ ہوں۔ دلیل کے بجائے قابل رحم ہونے کو پیش کرنے کی مثال یہ بھی ہے کہ عدالت میں ایک شخص پر قتل کا مقدمہ پیش ہو اور اس کا وکیل یہ کہے کہ:

> ”ذرا اس بے چارے کی حالت دیکھیں! یہ ایک غریب، یتیم اور بے سروساماں انسان ہے، آخر آپ اس معصوم پر قتل جیسے گناہ کا الزام کیسے لگا سکتے ہیں؟“

## 7۔ موضوع بدلنا (Red Herring)

- شخص A اپنا مقدمہ X پیش کرتا ہے۔
- شخص B ایک نیا مقدمہ Y پیش کرتا ہے۔
- نتیجتاً مقدمہ X خارج از بحث ہو جاتا ہے۔

اس مغالطے میں فریق اپنے حریف کے اصل مقدمے کو چھوڑ کر اسے کسی ضمنی بحث میں الجھا دیتا ہے۔ عام طور پر لمبی بحثوں اور مناظروں میں اس مغالطے کا بھرپور استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ چوری کرنا غلط ہے۔ اب دوسرا شخص اس بات پر بحث کرنے لگے کہ ”غلط“ کیا ہوتا ہے۔ یہ مثالیں دیکھیے:

> ”**بیٹا:** ابو! میرے لیے پچاس روپے پاکٹ منی میں گزارا کرنا کافی مشکل ہو گیا ہے۔
>
> **باپ:** شکر کرو تمہیں پچاس روپے ملتے ہیں۔ جب میں تمہاری عمر کا تھا تو مجھے صرف پانچ روپے ملتے تھے۔“
>
> ”**علی:** تقابل ادیان علومِ اسلامی کے طلباء کے لیے انتہائی ضروری مضمون ہے۔
>
> **ظہیر:** تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ ضروری ہے؟ کیا ہمارے صوفیاء نے آج تک یہ کام کیا ہے؟“

اسی مغالطے کی ایک صورت tu quoque (تم بھی) ہے جس میں حریف کا مقدمہ رد کرنے کے بجائے یہ کہا جاتا ہے کہ تم بھی یہی کرتے ہو، یا تم بھی ایسے ہی نظریے کے قائل ہو۔ عام الفاظ میں کہہ سکتے ہیں اس میں حریف کو یہ بتایا جاتا ہے کہ تم اپنے گریبان میں جھانکوں۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ: دیکھو! مجھے میرے قائد کی غلطیاں نہ بتلاؤ، ذرا اپنے قائد کو دیکھ لو۔

## 8۔ انکارِ مقدمات ***(Denying the Antecedent)***

یہ استخراجی مغالطہ دو الفاظ ”اگر“ اس کے جواب شرط (مثلاً: تو، پھر) پر مبنی ہوتا ہے اور دو امور کو باہم لازم و ملزوم قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر دھواں ہے تو آگ ہے، اگر دھواں نہیں ہے تو آگ نہیں ہے۔ اگر بھونکنے کی آواز ہے تو کتا موجود ہے، اگر بھونکنے کی آواز موجود نہیں ہے تو کتا بھی نہیں ہے۔ دراصل اس مغالطے میں ایک چیز کا لازمی تعلق کسی دوسری چیز سے جوڑا جا رہا ہوتا ہے جو کہ حقیقت میں اس کا تقاضا نہیں کرتا اور اسے متعلق نہیں ہوتا۔

## 9۔ مغالطہ تالی **(Non Sequitur)**

- دعویٰ X پیش کیا گیا۔
- دعویٰ Y کے حق میں دلائل موجود ہیں۔
- لہٰذا دعویٰ X درست ہے۔

یہ استدلال اس وقت ہوتا جب قضایا کا نتیجے سے کوئی تعلق نہ ہو۔ مثلاً

> ”وہ شخص شراب خانے کے باہر کھڑا تھا، لہٰذا وہ شرابی ہے۔“
>
> ”سود غلط کیسے ہو سکتا ہے جبکہ آج پوری دنیا اپنی فلاح و بہبود کے لیے سود پر ہی معیشت چلا رہی ہے۔“
>
> ”جمہوریت نے ہمیں کئی مشکلات میں مبتلاء کر دیا ہے۔ اگر ان مشکلات سے نجات پانا ہے تو ہمیں جمہوریت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا نظام اپنانا ہو گا۔“

آخر الذکر مثال میں آپ نے دیکھا کہ جمہوریت کا رد ان مشکلات سے کیا گیا ہے جو لوگوں کو درپیش ہے۔ حالانکہ ان مشکلات کی اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں، مثلاً جمہوریت کو صحیح صورت میں نافذ نہ کیا گیا ہو، جمہوریت میں عقلی و اخلاقی پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا گیا ہو وغیرہم۔ مگر یہ استدلال کرنا غلط ہو گا کہ جمہوریت کی وجہ سے ہونے والی مشکل اس کے باطل ہونے پر دلیل ہے۔

### 10۔ نتیجہ غیر متعلق کی دو مزید صورتیں

ان اہم صورتوں کے علاوہ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی کئی اور بھی صورتیں ہیں جن میں سے دو ہم مختصراً یہاں نکات میں بیان کر رہے ہیں۔

- کسی بات کی صداقت میں یہ دلیل پیش کرنا کہ گزرے ہوئے گزرے ہوئے زمانے کے فلاں بزرگ نے یہ بات کہی ہے۔(Argument from age/Genetic Fallacy)
- کسی کو جبر و اکراہ یا ڈرا دھمکا پر اپنی اپنی بات منوانا کہ اگر تم نے یہ بات نہ مانی تو تمہیں نقصان پہنچے گا۔ (دلیلِ قوت: Appeal to Force)

## مفروضوں کے مغالطے (Fallacies of Presumption)

### 1۔ مغالطہ علت (False cause/Effect)

- واقعہ A ہوا۔
- واقعہ B بالکل A کے بعد ہوا۔
- لہٰذا B کا سبب A ہے۔

یہ مغالطے کی وہ قسم ہے جس میں دو واقعات کے باہم علت و معلول (Cause & Effects) کا رشتہ فرض کر لیا جاتا ہے حالانکہ ان کے باہم کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ "سردی (Cold) سے نزلہ ہوتا ہے" تو ہمارا مقصودِ بیان یہ ہوتا ہے کہ نزلہ کی وجہ (علت) سردی ہے۔ یہ علت درست ہے۔ مگر فرض کیجیے کہ کسی شخص آئس کریم کھانے سے نزلہ ہو جائے مگر وہ یہ کہے کہ میں نے فلاں شخص سے ہاتھ ملایا تھا اس سے مجھے نزلہ لگ گیا تو یہ مغالطہ علت ہو گا کیونکہ اس میں نزلہ کی علت خود ہی گڑھ کی گئی ہے۔ یہ مغالطہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں بھی سب کو دیتے رہتے ہیں۔ دو مثالیں دیکھیے:

"ہم نے بزرگوں کے دربار پر دعائیں مانگی ہیں اس لیے شہر میں طوفان سے اپنا رخ موڑ لیا۔"

"ڈارون کے نظریۂ ارتقا سے پہلے بھی اناکسی مینڈر (Anaximander) بھی اسی قسم کے نظریات پیش کر چکا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ

> ڈارون نے اپنا نظریہ ارتقاء انہیں سے نقل کر کے پیش کیا ہے۔“

پیر اور جعلی عامل حضرات بھی یہ مغالطہ بہت زیادہ دیتے ہیں۔ سو میں سے چند ایک کا کام بن جائے تو وہ اس کام کا سہرا اپنے سر لے لیتے ہیں۔ اس مغالطے کو سمجھنے کے لیے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بات ضروری نہیں ہے کہ جن دو چیزوں میں ترتیب کا کوئی تعلق وہ لازماً ایک دوسرے کا نتیجہ ہوں گی۔

## 2۔ مرکب سوالات (Complex Question)

یہ مغالطہ اُس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب مخاطب کے سامنے ایک ایسا سوال پیش کیا جاتا ہے جو بظاہر تو محض سوال ہوتا ہے لیکن اُسی میں سوال کرنے والے کا ایسا مفروضہ پنہاں ہوتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو۔ مثلاً کسی بے گناہ شخص سے یہ پوچھا جائے کہ تم نے آج تک کتنے قتل کیے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس سوال میں پہلے ہی یہ مفروضہ طے کر لیا گیا ہے کہ اس شخص نے قتل کیے ہیں۔

بسا اوقات اس مغالطے میں سوال ہاں اور نہ یا کوئی دو ہی صورتوں میں طلب کیا جاتا ہے حالانکہ یہ مخاطب کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ مثلاً کیا تم نے شراب پینا چھوڑ دیا ہے؟ (ہاں یا نہ) تمہارے بھائی کے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی؟۔ ایسے دو رخی سوالات کو False Dilemma کہتے ہیں۔ ان میں سفید یا سیاہ میں سے ایک کا انتخاب کرنے کو کہا جاتا ہے اور سرمی (Gray) کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جو ان دونوں کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ ایک اور مثال دیکھیے جس میں غیر جانبدار (Neutral) رہنے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے:

> ”فیصلہ کر لو! تم میرے حمایتی بنو گے یا مخالف؟“

## 3۔ مغالطہ شئے دیگر (Accident Fallacy: Sweeping Generalization)

مغالطہ شے دیگر اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم ایک عام قاعدے کو خاص حالت پر لاگو کریں۔ بالفاظِ دیگر ہم یہ کہیں کہ جو چیز عام حالت میں درست نہیں ہے وہ خاص حالت میں بھی درست نہیں۔ مثلاً

> ”کسی کی جان لینا گناہ ہے۔ لہٰذا سزائے موت دینا بھی گناہ ہے۔“

> ”کسی کا پیٹ کاٹنا جرم ہے۔ سرجن آدمی کا پیٹ کاٹتے ہیں۔ لہٰذا سرجن مجرم ہیں۔“

## 4۔ تعمیمِ استثناء (Converse Accident)

یہ مغالطہ شے دیگر مغالطے کی ہی معکوس صورت ہے۔ یعنی جس طرح مغالطہ شے دیگر میں استثناء کو خارج کر کے سب پر عام اصول کا اطلاق کر دیتے ہیں اسی طرح اس مغالطے میں عمومیت کو نظر انداز کر کے استثناء سے دلیل پکڑتے ہیں مثلاً یہ استدلال دیکھیے جس میں مغالطہ دیا گیا ہے:

”چونکہ دوائیوں میں الکوحل ہوتا ہے اور اس سے شفا بھی ملتی ہے۔ اس لیے الکوحل کی اجازت سب کو ہونی چاہیے۔“

”چونکہ آپ نے (بیماری کی وجہ) سے علی کو چھٹیاں عنایت کی ہیں، اس لیے سبھی اسٹاف کو چھٹی ملنی چاہیے۔“

## 5۔ مغالطہ دوری (Circular Reasoning)

یہ مغالطہ دوری مغالطے (Circular Reasoning Fallacy) مفروضوں کے مغالطے کی وہ قسم ہے جس میں دعویٰ کو اپنے مقدمہ کے قضیے میں ہی شامل کر لیا جاتا ہے اور بات گھما کر اسی جگہ لے جاتے ہیں جو مقدمے میں کہی گئی ہو۔ مثلاً یہ مکالمہ اس غلط استدلال کی مثال ہے:

ظہیر: خدا کے وجود کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

علی: تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ خدا کا کوئی ثبوت نہیں۔

علی: خدا موجود نہیں ہے۔

اس کی ایک اور مثال یہ ہے:

”یہ دوا بہت خواب آور ہے، کیونکہ اس کے کھانے سے ہی نیند آجاتی ہے۔“

ظہیر: مجھے یقین ہے کہ یہ کاروبار تمہارے لیے نفع بخش ہو گا۔

علی: کیسے؟

ظہیر: کیونکہ مجھے معلوم ہے۔“

## 6۔ مغالطہ انحصار مقدمہ بر نتیجہ (Petitio Principi: Begging the Question)

مغالطہ انحصار مقدمہ بر نتیجہ وہ مغالطہ ہے جس میں کسی تصور کا وجود پہلے سے فرض کر لیا جاتا اور اسے دلیل بنا لیا جاتا ہے۔ یعنی جو بات ثابت کرنا چاہتے ہیں اسی کو مقدمہ بنا کر اپنا مدعا پیش کرنا۔ یہ مغالطوں میں اقسام میں سے ایک عام مغالطہ ہے جس میں حقیقتاً صرف دعویٰ ہوتا ہے لیکن اسے بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً بہت سے ہندو کہتے ہیں کہ ہمیں کسی آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں، خدا کو ہم خود مراقبہ (Meditation) سے محسوس کر سکتے ہیں اور اسی قسم کی ریاضتوں کے ذریعے ہم اس کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔

بظاہر یہ بات بہت ہی مدلل محسوس ہوتی ہے۔ مگر غور کیجیے تو معلوم ہو گا کہ اس بیان میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ کہنے والے نے یہ بات پہلے ہی طے کر لی ہے کہ آسمانی کتاب کا نزول خدا کی معرفت کے لیے ہوتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ خدا کی معرفت تو انسان کے اپنے نفس اور وجدان میں ہے، جس کے لیے علیحدہ دلائل ہیں۔ البتہ ایک ایسا شخص جس تک آسمانی کتاب نہ پہنچی ہو وہ بھی خدا پر ایمان رکھ سکتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود ہندوؤں کے ہاں برہمو سماج والے خدا پر یقین رکھتے ہیں مگر وحی پر انہیں ایمان نہیں ہے۔ دراصل خدا کی معرفت اور وحی کی ضرورت دو مختلف معاملات ہیں۔ اسے باہم ملانا منطقی طور پر درست نہیں ہے۔

## 7۔ مغالطہ رِجل قش (Straw Man Fallacy)

- شخص A دعویٰ X پیش کرتا ہے۔
- شخص B دعویٰ X کو اپنے انداز میں بگاڑ کر پیش کرتا ہے۔
- خص B اپنے نقل کردہ دعوی X کا رد کرتا ہے۔

مغالطہ رِجل قش کو ”مغالطہ پہلوانی“ بھی کہتے ہیں۔ یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک فرد اپنے حریف کے بیان کو اپنا مطلب پہنا کر پیش کرتا ہے اور پھر اس کا رد کرتا ہے یا اپنے حریف سے ایسی بات منسوب کرتا ہے جو اس کے مقدمے میں شامل نہیں ہوتی۔

## 8۔ تکرارِ مقدمہ (Ad Nauseam)

یہ مغالطہ اپنی ایک ہی بات کو بار بار مختلف انداز میں پیش کر کے دیا جاتا ہے۔ مثلاً فرض کیجیے کہ آپ دلائل کے ساتھ یہ بات پیش

کرتے ہیں کہ خدا کا وجود ثابت ہے۔ مگر آپ کے تمام دلائل کے بعد مخاطب آپ سے کہے کہ "یہ سارے دلائل ٹھیک ہیں مگر پھر بھی خدا کا وجود تو مشتبہ ہے نا۔" یا پھر وہی اعتراض آپ کے سامنے دوبارہ پیش کر دے۔

## دیگر اہم مغالطے

یہاں ہم استقراء و استخراج اور وجودیات سے متعلق چند دیگر اہم مغالطے پڑھیں گے۔

### 1۔ ذو معنی (Equivocation)

لغت میں بہت سے ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو ایک سے زیادہ معنی رکھتے ہیں۔ مثلاً اُردو کا لفظ "کان" ہمارے حسی عضو (EAR) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور ایسی پہاڑی سرنگ (MINE) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جہاں سے قدرتی معدنیات نکلتے ہیں۔ اسی طرح "شام" ایک ملک (SYRIA) کا نام بھی ہے اور دن کے خاص وقت کو بھی شام (EVENING) کہتے ہیں۔ یہ مغالطہ اس طرح دیا جاتا ہے کہ ایک لفظ کسی استدلال یا قیاس میں مختلف معانی میں استعمال کیا جائے۔ مثلاً یہ مکالمہ دیکھیں:

> "علی: تمہارا بھائی کہاں گیا ہوا ہے؟
>
> ظہیر: تیل لینے!
>
> علی: اپنے بھائی کے بارے میں اس طرح تو نہ کہو۔
>
> ظہیر: ارے میرا مطلب وہ بازار سے تیل خریدنے گئے ہیں۔"

### 2۔ تناقض (Self Defeating Claims)

ایسا استدلال یا مقدمہ جو خود ہی اپنی تردید کر رہا ہو۔ مثلاً

> "ہر طالب علم کو سرٹیفکیٹ کے لیے امتحان میں 50 نمبر حاصل کرنا ضروری ہے۔ تم نے چونکہ 48 نمبر حاصل کیے ہیں اس لیے تمہیں یہ سرٹیفکیٹ نہیں جائے گا۔ اب یہ سرٹیفکیٹ فلاں طالب علم کو جو امتحان میں شریک نہ ہو سکا۔"

> "ہر چیز کا کوئی خالق ہوتا ہے۔ خدا کا خالق کوئی نہیں، اس لیے خدا نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ کائنات خود بخود تخلیق ہوئی ہے۔"

## 2. *Category Error*

یہ وہ مغالطہ یا غلطی ہے جس میں ایک صفت ایسے ہستی یا چیز سے منسوب کی جارہی ہوتی ہے جس کا اس سے کوئی بھی تعلق نہ ہو، یا وہ اس سے عاری ہو۔ یہ مغالطہ مختلف اقسام کا ہوتا ہے جس میں انتساب سوالیہ، اعتراضاً یا کسی بھی انداز میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہ بیان کہ ”یہ غزل مجھے میرے کتے نے سنائی ہے۔“ اسی غلطی پر مبنی ہے۔ نطق (انسانوں کی طرح باتیں کرنا) اور غزل گوئی کی صفت کتے میں نہیں ہوتی، اس لیے یہ بیان ہی غلط ہے۔ اسی طرح یہ پوچھنا کہ ”تمہاری بہن کی بیوی کا کیا نام ہے؟“ غلط ہو گا۔ کیونکہ بیوی مرد کی ہوتی ہے عورت کی نہیں۔ یا یہ پوچھنا کہ ”یہ انڈے کس درخت میں اُگے؟“

## 3۔ غلط نمائندگی کا مغالطہ ***(Biased/Unrepresetative Sample)***

یہ استقرائی مغالطہ تعمیم و تجزیہ سے ملتا جلتا مغالطہ ہے۔ تاہم اس میں فرق یہ ہے کہ اس مغالطے میں غلط نمائندہ بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کسی پوش علاقے میں رہنے والے کاروباری لوگوں کی آمدنی کے اعداد و شمار جمع کیے جائیں اور یہ ثابت کیا جائے کہ اس شہر میں لوگوں کی آمدنی زیادہ ہے۔ اسی طرح کسی جماعت میں بڑے بڑے لوگوں کی پروفائل (شخصی خاکوں) کا انتخاب کیا جائے اور یہ دھوکہ دیا جائے کہ یہ پوری جماعت بڑی ہے۔ ایک اور مثال دیکھیے:

> ہندوؤں کی مقدس کتاب وید میں فلاں فلاں مقام پر توحید کی تعلیم ہے۔ لہٰذا ہندومت ایک توحیدی مذہب ہے۔“

اس میں واضح طور پر یہ دھوکہ دیا گیا ہے کہ وید سے خاص خاص مقام کا تعین کر کے توحید کی تعلیم پیش کی گئی اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہندومت توحیدی مذہب ہے، حالانکہ اسی وید میں بے شمار اقتباس شرک پر دلالت کرتے ہیں۔

استقرائی منطق میں اسی کی ایک قسم HASTY GENERALIZATION کہلاتی ہے جس کا تعلق خاص صرف تعداد (Quantity) سے ہوتا ہے۔

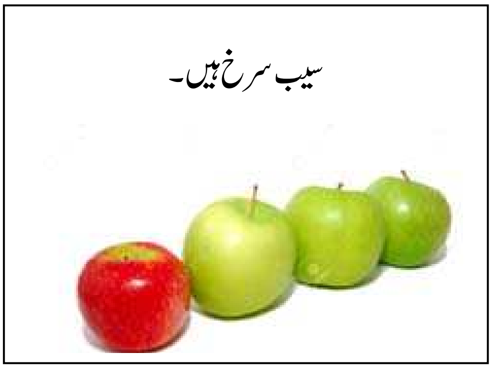

مثلاً یہ سیب والی مثال دیکھیے کہ اس میں صرف ایک سیب ہی سرخ ہیں لیکن Statement یہ دیا گیا ہے کہ ”سیب سرخ ہیں۔ اسی طرح ایک اور غلط استدلال یہ ہو گا۔

> ”میرے والد گزشتہ بیس برس سے سگریٹ نوشی کر رہے ہیں لیکن وہ صحت مند ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کسی بھی طرح درست نہیں کہ سگریٹ نوشی صحت کے لیے مضر ہے۔“

## 4۔ اصرار بَر اِتفاق (Slothful Induction/Appeal to Coincidence)

اس مغالطے میں استقراء اور نتیجے کا انکار اس دلیل سے کیا جاتا ہے کہ یہ ”اتفاق“ سے نتیجہ آگیا ہے۔ کسی امر کا معقول تعداد میں بارہا ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کے پیچھے یقیناً کوئی نہ کوئی عنصر کارفرما ہے۔ مثلاً ایک شخص روزانہ اپنی گاڑی سے پندرہ بیس حادثے کرتا ہو، اور اسے اتفاق قرار دے تو یہ صریح طور پر غلط ہوگا۔ اس مغالطے کی مثال میں ایک لطیفہ پیش خدمت ہے۔

> باغ سے ایک چور پھل چرا کر بوری میں لے جا رہا تھا، مگر عین موقع پر باغ کا مالک پہنچ گیا۔ باغ کے مالک نے چور سے پوچھا کہ یہاں کیوں آئے؟ چور نے جواب دیا کہ اتفاق سے آگیا، آنے کا ارادہ تو نہ تھا، غالباً راستہ بھول گیا۔ مالک نے پوچھا: یہ پھل کیوں توڑے؟ چور نے جواب دیا: انہیں کسی نے نہیں توڑا یہ خود ہی ٹوٹ کر گر گئے۔ غالباً تیز ہوا آئی ہوگی۔ باغ کے مالک نے مزید پوچھا کہ اچھا پھر یہ بتاؤ کہ پھل تم نے بوری میں کیوں بھرے؟ چور نے جواب دیا: بوری میں بھی پھل کسی شخص نے نہیں بھرے، دراصل ہوا کے زور سے بوری کا منہ کھل گیا اور ادھر پھلوں کے گرنے زاویہ کچھ اس انداز کا تھا کہ وہ تنظیم و ترتیب کے ساتھ بوری میں فٹ ہو گئے، یہ سب کچھ اتفاقات ہی اتفاقات ہیں کسی نے بھی جان بوجھ کر تمہارا نقصان نہیں کیا۔
>
> باغ کے مالک نے پوچھا کہ اب یہ بتاؤ کہ بوری کا منہ کس نے باندھا اور تمہارے کندھے پر یہ بوری کیسے آگئی؟؟
>
> چور صاحب نے جواب دیا کہ: دراصل میں اسی سوال کا جواب سوچ رہا ہوں اور لاعلمی کا شکار ہوں۔ آؤ مل کر اس مسئلہ پر غور و خوض کرتے ہیں۔“

## 5۔ مغالطہ ترکیب و تجزیہ (Fallacy of Composition and Division)

**ترکیب:**

- A جماعت میں صفت X موجود ہے۔
- B شخص جماعت A کا حصہ ہے۔
- لہٰذا B میں صفت X موجود ہے۔

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب ہم یہ کہیں کہ جو بات جماعت کے لیے ضروری ہے وہ انفرادی طور پر اس کے ہر فرد کے لیے بھی صحیح ہے۔ مثلاً

”نمازی مسلمان ہوتے ہیں اور ظہیر مسلمان ہے، لہٰذا ظہیر نمازی ہے۔“

”ظہیر کو شیکسپیئر کے بہت سے ڈرامے یاد ہیں۔ لہٰذا اسے شیکسپیئر کا وہ خاص ڈرامہ بھی لازمی یاد ہوگا۔“

**تجزیہ:** یہ مغالطہ ترکیب کی معکوس صورت ہے۔ یعنی جو بات جماعت کے ایک یا بعض فرد میں ہے، وہ پوری جماعت میں ہے۔

- A شخص میں صفت X موجود ہے۔
- A شخص جماعت Y کا حصہ ہے۔
- لہٰذا جماعت Y میں صفت X موجود ہے۔

مثلاً

”مسلمان بہت سی جگہوں پر دہشت گردی کر رہے ہیں۔ لہٰذا مسلمان دہشت گرد ہوتے ہیں۔“

”مسلمان انسان ہوتے ہیں۔ اکشے انسان ہے۔ لہٰذا اکشے مسلمان ہے۔“

”تمام مسلمان کلمہ گو ہیں۔ لہٰذا تمام کلمہ گو مسلمان ہیں۔“

یورپ میں نشاۃِ ثانیہ کے دور میں بعض مفکرین بھی اسی مغالطے کا شکار ہوئے کہ چونکہ عیسائیت کی بیان کردہ تعلیمات ان کے نزدیک درست نہیں اس لیے سارے مذاہب جھوٹے ہیں۔

## 6۔*Perfectionist fallacy*

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب ہم ایک عملی (Practical) اور حقیقی (Realistic) حل کے بجائے ”معیاری (Ideal) “ امر کو ترجیح دیں۔ مثلاً آپ کے پاس جو رقم ہے اس میں آپ ایک مڈل کلاس کے علاقے میں گھر لے سکتے ہیں، مگر آپ اس بات پر اصرار کریں کہ ہمیں پوش علاقے میں ہی گھر لینا چاہیے۔

# اسائن منٹس

ذیل میں دیے گئے ہر ایک بیان (Statement) کا منطقی تجزیہ کیجیے اور ان کے بارے میں یہ تفصیل بتائیے:

- بیان میں کوئی مغالطہ ہے یا نہیں
- اگر مغالطہ ہے تو کون سا ہے۔
- بیان میں کون سی غلطی واقع ہے۔

1. سائنس آج تک خدا کا کوئی ثبوت موجود پیش نہیں کر سکی ہے اس لیے خدا موجود نہیں ہے۔
2. موجودہ دور میں لادینیت (Atheism) دنیا میں تیزی سے پھیلنے والا رجحان ہے، اتنی بڑی تعداد سے روزانہ قبول کر رہی ہے کہ اس کا غلط ہونا عقلی اعتبار سے ممکن نہیں۔
3. عہد نامہ جدید میں شامل سینٹ پال کے خطوط بھی الہامی ہیں۔ کیونکہ اس نے خود لکھا ہے کہ یہ خطوط اس پر الہام ہوئے۔
4. کائنات اور اس میں موجود یہ زمین، آسمان، لاتعداد کہکشائیں، سیارے، سورج، ستارے، انسان، حیوان اور اس کائنات میں موجود پیچیدہ سے پیچیدہ ترین وجود بھی حقیقتاً ایک حادثہ سے وجود پذیر ہوا ہے۔ اس کے پیچھے کوئی ذہانت نہیں ہے۔
5. تخلیق کائنات اور اس کے پورے عمل (Process) کو آج سائنس واضح طور پر بیان کرتی ہے اس لیے اب ہمیں کسی مذہب کی ضرورت نہیں ہے کہ جو یہ بتائے کہ کائنات خدا نے کیوں تخلیق کی ہے۔
6. برصغیر میں مسلم انتہاپسندی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے مذہب سے عقل و شعور کے بجائے جذباتی نوعیت کا تعلق جوڑ لیا ہے۔
7. اگر کہیں ایسا خدا ہوتا جو قادر مطلق ہو، رحیم بھی ہو، انسانوں سے بھی محبت بھی کرتا تو دنیا میں اس قدر پریشانی، دکھ اور تکلیفیں نہیں ہوتے۔
8. ہزاروں برس سے لوگ تحقیق کے بعد اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ نظریہ درست ہے۔ کیا وہ سارے لوگ احمق تھے جو اتنی سی بات نہ سمجھ سکے اور اب تم نیا نظریہ پیش کر رہے ہو؟

9. آپ جانتے ہیں کس طرح ایک بچہ ماں کے پیٹ میں ارتقائی مراحل سے گزر کر ایک مکمل وجود پاتا ہے۔ کس طرح ایک انسان جب ہجرت کر کے کسی اور خطے میں جاتا ہے تو اس کی اولادوں میں چند نسلوں بعد جسمانی خدوخال بدل جاتے ہیں، حتی کہ یہ بات سائنسی طور پر ثابت ہے کہ ایک مچھر میں بھی ماحول کی وجہ سے عضویاتی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ ان سب حقائق کے بعد بھی نظریہ ارتقاء کو نہ ماننا مضحکہ خیز بات ہے۔
10. بحیثیت مجموعی مسلمان غیر مسلموں کو دعوت دینے کے بجائے ان سے نفرت کر رہے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کو دعوت پھیلنے میں یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔
11. آپ کہتے ہیں اِذنِ خداوندی سے کرامت نہیں ہو سکتی، میں پوچھتا ہوں کیوں نہیں ہو سکتی؟ کیا خدا نہیں کر سکتا؟ اگر ایسا ہے تو آپ کی توحید ہی درست نہیں، اور اگر کر سکتا ہے تو اسے مان لیجیے۔
12. انسان اتنی چھوٹی سی زندگی میں گناہ کرتا ہے مگر مذہب کے مطابق اسے ہزاروں سال یا ہمیشہ کے لیے سزا دی جائے گی۔ یہ سراسر ناانصافی ہے۔
13. دنیا میں آج تک سبھی جنگیں مذہب کے نام پر ہوئی ہیں۔ مذہب نے انسان کو خونریزی کے سوا کچھ نہیں دیا۔